OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

حقوق مجردہ: فقہاءاربعہ کی آراءاور تماثیل کی روشنی میں تحقیقی و تحلیلی جائزہ

Haqooq e Mujaradah:An analytical and resovling review in the light of four major school of thought,s opinions and parables.

Dr. Hafiz Nasir Ali
Visiting Lecturer
University of Sargodha, Bhakkar Campus

Dr. Muhammad Amjad
Assistant Professor
Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariyya University, Multan

Abstract

Allah Almighty, while determining His rights for the benefit of humanity, also guided them towards the rights of worshipers so that a peaceful and prosperous society can be created through performing these acts.There are many types of humans rights. From different point of views, such as personalities, from the palace, value, as well as from the status in the place itself. There are two types of rights of ablution, Haqooq e Mujaradah and other rights than Haqooq e Mujaradah.

Haqooq e Mujaradah has no definite relation with the place as mention for the proof of the Haqooq e Mujaradah, is found in the books of the ancient jurists, especially in the writings of the Hanafi jurists, and its examples are also found in the phrases of the jurists, such as the right to drink. Introduction to these parables of "Haq e Muroor", "Haq e Tasiel", "Haq e Taalli", "Haq e Jawar", "Haq e Shufa", "Haq e Intifa biljidar", "Haq e Qasm" (Right of wife in turn), "Haq e Sabaq", and"HaqTahjir".This article aims to highlight these rights of Huqooq e Mujarradah in detail according to the teachings and views of four jourists.

Key word:Huqooq e Mujarradah,analytical and resovling review, opinions and parables and ancient jurists.

اللہ تبارک وتعالی نے انسان کی فلاح وبہبود کیلئے جہاں اپنے حقوق کا تعین فرمایا وہیں حقوق العباد کی طرف بھی

CC BY

راہنمائی کی تاکہ ان کی ادائیگی کے ذریعے ایک پر امن اور خوشحال معاشرہ بن سکے۔ حقوق العباد کی بہت سی اقسام ہیں شخصیات کے اعتبار سے، محل حق کے اعتبار سے، مالیت کے اعتبار سے، اسی طرح محل میں قرار کے اعتبار سے بھی حق عبد کی دو قسمیں ہیں حقوق مجردہ، حقوق غیر مجردہ۔

حقوق مجردہ

حق مجردوہ ہے جو محل میں متقرر نہ ہو یعنی وہ کسی ایسے محل کے ساتھ قائم نہ ہو جو حواس سے معلوم ہو سکے اور نہ وہ اپنی ذات میں متقرر ہو۔ تفصیل یہ ہے کہ اس کا محل کے ساتھ تعلق پر کوئی ایسا اثر مرتب نہیں ہوتا کہ جو حق سے براءت اور رجوع کے بعد زائل ہو جائے اس کا تعلق مالک کی رغبت اور چاہت سے ہوتا ہے کہ اگر مالک اس سے نفع اٹھانا چاہے تو اس سے نفع اٹھا سکتا ہے ورنہ وہ چھوڑ دے گا تو اس کے اس چھوڑنے پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا جیسے حق شفعہ جو شفیع کو شریعت کی طرف سے حاصل ہے کہ جب کوئی آدمی اس کے پڑوس کی زمین خریدے تو یہ حق شفعہ کے بدولت اس مشتری سے جھگڑا کرکے زمین کا مالک بن سکتا ہے اور اگر شفیع شفعہ نہ کرے اور اپنا حق شفعہ چھوڑ دے تو زمین پر کسی بھی قسم کا کوئی اثر نہیں پڑے گا، زمین کی ملکیت خریدار کے پاس ہی رہے گی حق شفع کے ترک یا عدم ترک کی وجہ سے اس کی ملکیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا حسب سابق زمین اسی کی ملکیت میں رہے گی، جیسے حق شفع سے پہلے تھی۔

حقوق غیر مجردہ

حق غیر مجرد کو حق متقرر بھی کہا جاتا ہے، حق غیر مجرد اسے کہتے ہیں جو اپنے محل کے ساتھ قرار نہ رکھے یعنی اس کے تعلق کا ایک خاص اثر یا حکم جو محل سے جڑا ہوتا ہے اور رجوع عن الحق یا براءت عن الحق کی صورت میں وہ اثر یا حکم زائل ہو جاتا ہے مثلاً قصاص کے حق کا تعلق جو کہ قاتل کی گردن اور خون سے ہوتا ہے جب تک یہ حق قائم رہے تو قاتل کا خون محفوظ نہیں ہوگا لیکن ورثاء کی طرف سے معافی یا صلح کی صورت میں قاتل کا خون محفوظ ہو جاتا ہے، ملکیت کے حق کا حکم بھی یہی ہے کہ جب کسی انسان کی ملکیت میں کوئی زمین ہو اور وہ اس کا حق دار ہو تو اس حق کا مملوکہ کی گردن میں ایک اثر پایا جاتا ہے لیکن جب وہ اپنی مملوکہ چیز سے اپنا حق ختم کر دے تو وہ اثر ختم ہو جاتا ہے۔

حقوق مجردہ اور غیر مجردہ میں مابہ الفرق یہ ہے کہ ایسا حق کہ جسے ساقط کرنے یا ختم کرنے سے اس کے محل کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو وہ حق مجرد ہے اور اگر محل کا حکم بدل جائے تو وہ حقوق غیر مجردہ ہے[1]

فقہاء امت میں سے بالخصوص احناف کی نصوص میں حقوق مجردہ کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں مثلاً حق شرب، حق مرور، حق شفعہ، حق تسییل وغیرہ ان تمام اقسام کا تعارف اور ان کے بارے میں علماء کرام کی آراء فقہیہ درج ذیل ہیں۔

مثال نمبر ۱:...... حق شرب

شرب [شین کے کسرہ کے ساتھ] کا لغوی معنی ہے پانی کا حصہ اور باری[2] یہ لفظ قرآن پاک میں بھی اسی معنی میں

آیا ہے[3] جبکہ فقہاء امت کی اصطلاح میں حق شرب کا معنی پانی کی وہ معین باری یا حصہ ہے جو جانوروں، فصلوں اور باغوں کی سیر ابی کیلئے مقرر کیا گیا ہو۔[4]

علامہ محمد صدقی نے جہاں حقوق مجردہ کی بیع کے عدم جواز کو بیان کیا ہے وہاں اس بات کو بھی مفصل بیان کیا ہے کہ حق شرب بھی حق مجرد میں شامل ہے اور اس کو بطور مثال ذکر کیا ہے۔[5]

حق شرب کی بیع فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں

حق شرب کو اگر زمین کے ساتھ بیچا جائے تو بالاتفاق جائز ہے اس میں کسی فقیہ کا اختلاف نہیں ہے[6] ابن عابدین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے[7] اسی طرح حق شرب عام کی بیع بھی بالاتفاق جائز نہیں ہے[8] حق شرب خاص میں اختلاف ہے کہ حق شرب کی بیع اگر علیحدہ کی جائے تو اس کے بارے میں فقہاء کی دو آراء ہیں۔

پہلا قول: احناف شوافع اور حنابلہ کے نزدیک محض حق شرب کی بیع جائز نہیں۔[9]

امام سرخسی نے عدم جواز کے دو اسباب بیان کیے ہیں پہلا سبب یہ ہے کہ شرب مبیع کے حقوق میں سے ہے لہذا مستقلاًاس کی بیع نہیں ہو سکتی اور دوسرا سبب یہ ہے کہ شرب کی بیع میں دھوکہ اور جہالت ہے۔[10]

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اگر شرب کا تعین کر کے غرر و جہالت دور کر دی جائے یا اس کا عرف ہر علاقے میں عام ہو جائے تو اس کی بیع و شراء جائز ہو جائے گی۔

دوسرا قول : مالکیہ اور احناف میں سے مشائخ بلخ[11] کے نزدیک اس کی بیع جائز ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ عادۃ اس کی مقدار معلوم ہوتی ہے اس لیے اس کی بیع جائز ہے[12]

مشائخ بلخ کے دلائل میں سے ایک دلیل عرف ہے کہ بلخ اور نسف کے علاقہ میں لوگ اپنی پانی کی باری بیچا کرتے تھے[13]

دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ پانی کی بیع ہے اور پانی مال ہے۔

عصر حاضر کے علماء کی رائے

عصر حاضر کے اکثر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ حق شرب کی بیع یا اس کا معاوضہ لینا جائز ہے اس کی متعدد وجوہ ہیں:

1. عرف میں اس کی خرید و فروخت مروج ہے۔
2. اس میں جہالت ایسی ہے جسے ختم کیا جا سکتا ہے لہذا استعمال کی تعیین کر کے جہالت دور کر دی جاتی ہے۔

3. نیز یہ بھی ملحوظ رہے کہ ہر جہالت خرید وفروخت میں مانع اور مفسد نہیں ہوتی بلکہ وہ جہالت مفسد ہے جو نزاع اور جھگڑے کا باعث بنے، بسا اوقات جہالت کے باوجود معاملہ کیا جاتا ہے اور عرف کی وجہ سے وہ جہالت قابل برداشت ہوتی ہے۔
4. متعدد فقہاء احناف اس بیع کے جواز کے قائل ہیں جیسے مشائخ بلخ وغیرہ۔
5. حق شرب پانی کے حصے کو کہتے ہیں اور پانی مال ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حق شرب کی خرید وفروخت جائز ہے اکثر فقہاء خاص کر متاخرین احناف اور عصر حاضر کے اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے۔

حق شرب کی معاصر صورتیں

واٹر سپلائی: گنجان آبادی والے علاقوں میں یا جن علاقوں میں زیر زمین پانی کھارا ہوتا ہے وہاں حکومت کے زیر انتظام پانی کی سپلائی کا نظام بنایا جاتا ہے، بڑی ٹینکیاں بنا کر، محلوں میں ضرورت منداور درخواست گذاروں کے گھروں میں پائپ لائن کا جال بچھا دیا جاتا ہے اور پھر دن رات میں اوقات مخصوص کر دیے جاتے ہیں جن میں ٹینکیوں کا پانی کھول دیا جاتا ہے اور لوگ حسب ضرورت پانی بھر لیتے ہیں اور پھر ہر مہینہ ان کو پانی کا بل ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ حق شرب کی ایک جدید ترقی یافتہ صورت ہے۔

گیس سپلائی: جن ممالک میں گیس کی پیدائش زیادہ ہے وہاں پانی کی طرح اسے بھی گھر گھر سپلائی کیا جاتا ہے اور اس کا معاوضہ بھی لیا جاتا ہے اس لیے یہ بھی حق شرب سے ملتی ہوئی ایک صورت ہے۔ اس کا معاوضہ لینا جائز ہے کیونکہ اس کی مقدار میٹر کے ذریعہ محفوظ کر لی جاتی ہے اور جہالت باقی نہیں رہتی نیز عرف میں بھی اس کی خرید وفروخت مروج ہے۔

مثال نمبر ۲:...... حق مرور یا حق طریق

مرور کا لغوی معنی ہے گذرنا،[14] اور اصطلاحاً حق مرور اسے کہتے ہیں کہ اپنے مسکن یا اراضی تک جانے کیلئے کسی دوسرے کی زمین کو استعمال کرنا[15] فقہاء نے حق مرور کو بھی حقوق مجردہ میں شمار کیا ہے[16]

حق مرور کی بیع فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں

اگر حق مرور کی بیع زمین کے ساتھ ضمناً کی جائے تو بالاتفاق جائز ہے[17] اگر بغیر زمین کے صرف حق مرور کی خرید وفروخت کی جائے تو اس بارے میں فقہ حنفی کی ظاہر روایت میں جائز نہیں لیکن اکثر فقہاء احناف اور مالکیہ شافعیہ حنابلہ کے نزدیک اس کی بیع جائز ہے۔

زیادات میں آیا ہے کہ حق مرور کو بیچنا شرعاً ممنوع ہے اور ابو اللیث کے ہاں یہ روایت راجح ہے[18] کیونکہ حق مرور

حقوق مجردہ میں سے ہے اور حقوق مجردہ کا عوض لینا جائز نہیں۔ اکثر احناف کی دلیل یہ ہے کہ حق مرور کا تعلق باقی رہنے والی عین کے ساتھ ہے اس لیے یہ اعیان کے مشابہ ہے لہذا اس کی بیع جائز ہے[19]

علامہ حصکفی رقمطراز ہیں:

"مشائخ میں سے اکثر کے ہاں جواز کی روایت پسندیدہ ہے اور سائحانی نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے اور اسی پر فتویٰ کا حکم لگایا ہے۔"[20]

اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ فقہاء احناف میں سے متاخرین احناف کے نزدیک راجح یہی ہے کہ حق مرور کی بیع جائز ہے کیونکہ حق مرور عین سے تعلق رکھنے والا حق ہے لہذا بیع کے جائز ہونے میں اسے بھی عین کا حکم حاصل ہو گیا اس اصل کی بنیاد پر مناسب یہ تھا کہ زمین پر پانی بہانے کے حق کی بیع جائز ہو کیونکہ یہ بھی ایسا حق ہے جو عین یعنی زمین سے متعلق ہے لیکن فقہاء نے حق تسییل کی بیع کو منع کیا ہے۔

جمہور یعنی مالکیہ شافعیہ حنابلہ کے ہاں حق مرور کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ وہ اشیاء سے اٹھائے جانے والے فوائد کو ہمیشہ کی بنیاد پر فروخت کرنے اور خریدنے کے قائل ہیں[21]

بہوتی حنبلی کے فرماتے ہیں کہ فقہاء نے بیع کی جو تعریف کی وہ درج ذیل تمام صورتوں کو شامل ہے، جیسے کوئی کتاب کو کتاب کے بدلے بیچے یا کتاب کو گھر کے حق مرور کے بدلے بیچے، یا حق مرور کو کتاب کے بدلے میں بیچے، یا گھر کے حق مرور کو دوسرے گھر کے حق مرور کے بدلے میں بیچنے کا معاملہ کرے۔[22]

حق مرور کی معاصر صورتیں

حق پرواز: جب سے فضا میں انسان نے اڑان بھرنی شروع کی اس وقت سے فضا بھی ایک قیمتی شیء متصور ہونے لگی ہے اور جہاں ممالک کی زمینی حدود متعین تھیں اس کے ساتھ ساتھ اب فضائی حدود بھی منقسم و متعین کر دی گئی ہیں اور زمینی حدود کی طرح فضائی حدود بھی بغیر اجازت استعمال کرنا بین الاقوامی قوانین کے لحاظ سے جرم ہے۔ اس لیے ممالک ایک دوسرے کی فضائی حدود استعمال کرنے کیلئے آپس میں اجازت لیتے ہیں اور اس کا معاوضہ بھی ادا کرنا پڑتا ہے جس کیلئے محدود مدت تک یا ہمیشہ کیلئے معاہدے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ بہر حال یہ صورت حق مرور کی ایک ترقی یافتہ وجدید شکل ہے جس میں گذرگاہ زمینی سطح کی بجائے فضا ہوتی ہے اور حق مرور کی طرح عرف اور تعامل ناس کی وجہ سے اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔

روڈ ٹیکس: ملک کے اندر یہ ایک طریقہ مروج ہے کہ مختلف شاہراہوں کو بنایا جاتا ہے اور پھر اس پر چلنے والی گاڑیوں سے ٹول پلازوں پر ٹیکس لیا جاتا ہے اور ٹیکس دیے بغیر کسی گاڑی کو نہیں گذرنے دیا جاتا اسی طرح حکومتی اداروں کی طرف سے پلوں کی تعمیر کی جاتی ہے یا کسی پرائیویٹ کمپنی کو اس کا ٹھیکہ دے دیا جاتا ہے جب تعمیر مکمل ہوتی ہے تو ایک

متعینہ مدت تک یا ہمیشہ کیلئے وہاں سے گذرنے والوں سے گذرنے کا عوض وصول کیا جاتا ہے یہ بھی حق مرور کی ہی ایک شکل ہے اور حق مرور کی بیع کے جواز کی طرح یہ عوض لینا بھی جائز ہے۔

مثال نمبر ۳:...... حق تسییل

سال کا معنی ہے بہنا جاری ہونا، سیل سیلاب کو کہتے ہیں جس کی جمع سیول آتی ہے اور مسیل پانی بہنے کی جگہ نالی وغیرہ کو کہتے ہیں اور تسییل کا معنی ہے پانی بہانا، جاری کرنا۔ حق تسییل گھر یا کھیت کی ضرورت سے زائد مستعمل پانی یا برساتی پانی کی گھر یا کھیت سے باہر نکاسی کرنے کے حق کو کہتے ہیں یعنی جس جگہ پانی بہہ کر جائے گا وہ کسی دوسرے کی ملکیت ہے اور گھر والے کو صرف پانی بہانے کا حق ہے۔ جس جگہ سے پانی بہہ کر جاتا ہے اس کو مسیل کہتے ہیں [23]

حق تسییل یعنی علماء کرام نے کسی جگہ سے پانی گذارنے کے حق کو بھی حقوق مجردہ میں شامل کر کے اس کی مثالوں میں ذکر کیا ہے۔[24]

حق تسییل کی بیع فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں: حق تسییل کی بیع کے بارے میں احناف اور جمہور کا اختلاف ہے۔

احناف حق تسییل کی بیع کو جائز قرار نہیں دیتے[25] در مختار میں اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ پانی کے بہاؤ کی جگہ معین نہ ہونے کی وجہ سے مجہول ہے کیونکہ یہ ہمارے علم میں نہیں کہ کتنی زمین زیر آب آئے گی [26]

احناف کی اس دلیل سے واضح ہوتا ہے کہ اگر پانی کے محل کی تعیین کر دی جائے اور جہالت وغرر دور ہو جائے تو حق مسیل کی بیع بھی جائز ہو گی۔

جمہور شافعیہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک حق تسییل کی بیع جائز ہے بشرطیکہ چھت یا زمین جس سے پانی بہہ کر جائے وہ بھی معلوم ہو اور پانی کی مقدار بھی معلوم ہو۔[27]

جمہور کی دلیل: حق مسیل مالک کی اپنی ملک ہے اور ملک میں تصرف کرنا جائز ہے۔ نیز اس میں اگر تھوڑی بہت جہالت ہے تو وہ ضرورت کی وجہ سے معاف سی ہے [28]

حاصل یہ ہے کہ اگر جہالت اور غرر دور کر دیا جائے تو حق مسیل یعنی پانی کی نکاسی کے حق کی خرید و فروخت بالاتفاق جائز ہو گی۔

حق تسییل کی معاصر شکل پائپ لائن

گھر یا کھیت سے زائد از ضرورت مستعمل پانی یا بارش کے پانی کی نکاسی کیلئے جدید شکلیں مروج ہو چکی ہیں ایک اہم شکل پائپ لائن کی ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ پانی کے بہنے کا محل متعین ہونے سے جہالت باقی نہیں رہتی اگرچہ اس کے عوض لینے کا معاشرے میں رواج نہیں ہے لیکن اگر عرف میں اس کے عوض لینے کا رواج ہو جائے تو یہ عوض لینا جائز ہو گا۔

مثال نمبر ۴:...... حق التعلی

تعلی علو سے ہے جس کا معنی ہے بلند ہونا اور علو الشیء کسی چیز کے بلند حصہ کو کہتے ہیں، اصطلاح میں تعلی کہتے ہیں گھر کی ایک منزل کے اوپر دوسری منزل تعمیر کرنے کو[29] فقہاء کرام نے تعلی کے حق کو بھی حقوق مجردہ میں شامل کیا ہے[30]

محمد صدقی نے حقوق مجردہ کی بیع کے عدم جواز کا جو قاعدہ لکھا ہے اس کی وضاحت کرنے کے بعد اس کی مثالوں میں حق تعلی کو بھی درج کیا ہے[31]

حق تعلی کا معاوضہ اور خرید و فروخت فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں:

اگر دوسری منزل کی عمارت موجود ہے تو اس کی بیع بالاتفاق جائز ہے[32] اگر خالی زمین ہے اس پر پہلی منزل بھی نہیں ہے یا پہلی منزل ہے مگر دوسری منزل کی عمارت تعمیر نہیں ہوئی یا دوسری منزل پہلے تھی لیکن اب گر چکی ہے تو محض حق تعلی کی بیع جائز ہے یا نہیں؟ اس میں احناف اور جمہور "فقہاء مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ" اختلاف کرتے ہیں۔

جمہور یعنی فقہاء شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں صرف حق تعلی کی بیع و شراء جائز ہے[33] وہ فرماتے ہیں کہ علو کا مالک بائع ہے لہذا وہ اس کا معاوضہ لینے کا پورا پورا حق دار ہے۔

فقہاء حنفیہ حق تعلی کی بیع کو جائز قرار نہیں دیتے۔[34]

دلیل یہ ہے کہ حق تعلی نہ مال ہے اور نہ مال سے متعلق ہے بلکہ یہ ہوا سے متعلق ہے جو مال نہیں ہے[35]

معاصرین احناف کا مذہب:

معاصرین احناف کہتے ہیں کہ موجودہ دور میں جمہور کی رائے کو ترجیح دی جائے اور حق تعلی کی بیع جائز ہونی چاہیئے۔

ان کی دلیل: عرف اور تعامل ہے: بڑھتی ہوئی آبادی اور خاص کر قصبہ شہروں اور بڑی آبادیوں میں رہائش کے لائق اراضی کا کم ہو جانا اور قیمتوں کا بڑھتا جانا ایک بڑا سماجی مسئلہ بن گیا ہے جس کے نتیجہ میں یہ رواج تیزی سے بڑھتا جارہا ہے کہ مالک زمین یا تو کئی منزلہ فلیٹس بنا کر اس طرح فروخت کرتے ہیں کہ ہر منزل کی مکانیت اور جس حد تک فضا پر وہ مکانات حاوی ہیں جملہ حقوق کے ساتھ مختلف افراد کے ہاتھوں فروخت کر دی جاتی ہے یا پھر نچلی منزل بنانے کا حق ایک شخص کے ہاتھ، اس کے اوپر مکان بنانے کا حق دوسرے شخص کے ہاتھ اور اس کے اوپر تیسرے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جاتا ہے اس طرح خاص کر متوسط طبقات کیلئے کم خرچ بالا نشین کا مصداق یہ طریقہ کار رہائشی دشواریوں کے عالمگیر مسئلہ کا حل بن کر ابھرا ہے۔ اس لیے اس وسیع عرف اور لوگوں کی ضرورت کی بناء پر محض حق تعلی کی بیع جائز ہونی چاہیئے۔

مولانا جنید عالم ندوی تحریر کرتے ہیں:

> ”حق تعلی کو مال سمجھ کر اس کی خرید و فروخت ہوتی ہے اس کی بیع لوگوں کی ضرورت بن گئی ہے عصر حاضر میں اس کے عدم جواز کا فتوی دینا امت مسلمہ کو پریشانی میں ڈالنا ہے خاص طور سے بڑے بڑے شہروں میں آبادی کے لحاظ سے شہروں کا رقبہ تنگ ہونے کی وجہ سے ایک ایک مکان پر

کئی کئی منزلیں بنائی جاتی ہیں اور اس حق تعلی کو فروخت کیا جاتا ہے اس لیے عرف اور تعامل ناس کی وجہ سے حق تعلی کی بیع میرے نزدیک جائز ہے"[36]

حق تعلی کی معاصر شکل ٹاورز کا قیام

اس دور میں چھت سے استفادہ کی ایک صورت ٹاوروں کا قیام بھی ہے مختلف کمپنیاں فون، ریڈیو، ٹی وی، وغیرہ کی رینج اور حدود ابلاغ کو بڑھانے کیلئے اونچی عمارتوں پر فلک بوس ٹاور نصب کرتی ہیں، عام طور پر عمارت کے مالکان سے دو طرح کے معاملات طے کیے جاتے ہیں:

- ماہانہ کرایہ دیتے ہیں یہ صورت فقہی اعتبار سے بے غبار ہے کہ ٹاور نصب کرنے والی کمپنی نے مکان کی چھت کرایہ پر حاصل کرلی ہے اس کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔
- کمپنی چھت کے اوپر اتنے حصہ کو مستقل طور پر خرید لیتی ہے یہ صورت حق تعلی کی خرید وفروخت کی جدید شکل بنتی ہے اور وضاحت ہو چکی ہے کہ یہ بھی جائز ہے۔

مثال نمبر ۵:...دیوار سے فائدہ حاصل کرنے کا حق

پڑوسی کی دیوار کے جس قدر منافع ہیں یعنی اس پر شہتیر وغیرہ رکھنا یا اس میں میخیں اور کیلیں ٹھوکنا یا اس میں کھڑکی یا دروازہ نکالنا، یہ سب وہ حقوق ہیں جو دیوار کی منفعت سے وابستہ ہیں لہذا ان حقوق کا اندراج بھی فقہاء نے حقوق مجردہ میں کیا ہے کہ ان حقوق کا مالک دیوار سے منفعت تو اٹھا سکتا ہے مگر دیوار کا مالک نہیں بن جاتا[37] اس کو حق جوار بھی کہا جاتا ہے، اپنے گھر کے اندر تصرف کرتے ہوئے پڑوسی کی رعایت کرنے کے حق یا پڑوسی کے مکان سے استفادہ و نفع اٹھانے کے حق کو حق جوار کہا جاتا ہے۔

حق جوار کا معاوضہ فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں

حق جوار کی خرید وفروخت کے جواز میں احناف اور جمہور کا اختلاف ہے

احناف کا مذہب: احناف کے ہاں حق جوار کی بیع ممنوع ہے[38] اس کی وجہ یہ ہے کہ دیوار کے اوپر جو لکڑی رکھی جائے گی یا اس پر جو چھت بنائی جائے گی وہ وزن کے اعتبار سے کم یا زیادہ ہو سکتی ہے اور وزن کی کمی بیشی سے دیوار کے مالک کو ضرر پہنچنا یقینی ہے۔[39]

احناف کی بیان کردہ اس دلیل سے واضح ہوتا ہے کہ اگر لکڑی یا چھت کے وزن کی تعین کرلی جائے تو پھر شرعا اس کی بیع جائز ہو گی۔

جمہور کا مذہب: جمہور مالکیہ، شافعیہ حنابلہ کے نزدیک حق جوار کی خرید وفروخت جائز ہے۔[40]

خلاصہ: مذکورہ بالا تفصیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام حقوق ارتفاق کی بیع جمہور یعنی مالکیہ ،شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جائز ہے۔جب کہ احناف کے ہاں پسندیدہ قول یہ ہے کہ ان حقوق میں سے حق مرور کی بیع جائز ہے اور باقی حقوق یعنی پانی کا حق، پانی گزارنے کا حق، حق مجری اور حق جوار کی بیع بوجہ جہالت مشروع نہیں لیکن اگر جہالت دور ہو جائے تو پھر ان کی بیع جائز ہو گی۔ان میں سے حق شرب کی بیع کو مشائخ بلخ نے اپنے عرف کی بنیاد پر جائز کہاہے،اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر ان حقوق میں عرف اور تعامل ناس ہو تو ان کی بیع جائز ہو گی، حق تعلی کی بیع بھی احناف کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ اس کا تعلق عین کے ساتھ نہیں لیکن معاصرین احناف کے نزدیک عرف اور تعامل کی وجہ سے حق تعلی کی بیع بھی جائز ہے۔

مثال نمبر ٦:......حق شفعہ

شفعہ شفع سے ماخوذ ہے اور اس کے لغوی معنی ملانے اور ضم کرنے کے ہیں،طاق عدد کے مقابلہ میں جفت اعداد کیلئے بھی شفعہ کا لفظ بولا جاتا ہے [41] فقہ کی اصطلاح میں کسی خریدی ہوئی زمین یا عمارت کو اسی قیمت میں جبراً حاصل کر لینے کا نام حق شفعہ ہے جس قیمت سے مشتری نے خریدی تھی [42] حق شفعہ بھی فقہاء احناف کے ہاں حقوق مجردہ میں شامل ہے [43]

حق شفعہ کی وراثت فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں

حق شفعہ کی وراثت کے متعلق فقہاء کی تین آراء ہیں

پہلا قول:......احناف فرماتے ہیں کہ حق شفعہ کی وراثت جاری نہیں ہو گی [44]

احناف کی دو دلیلیں ہیں: [۱] شفعہ کا تعلق شفیع کی رائے اور مشیت کے ساتھ ہے اور جس چیز کا تعلق صرف کسی کی رائے اور مشیت کے ساتھ ہو اس کی وراثت جاری نہیں ہوتی۔[۲] شفیع جس دار یا زمین کی وجہ سے شفعہ کر رہا تھا اس کے مرنے سے شفیع کی ملکیت ختم ہو کر اس زمین اور دار کے مالک ورثہ بن گئے ہیں اس لیے شفیع کا حق شفعہ باطل ہو گیا کیونکہ اس کی ملکیت نہیں رہی اور ورثہ کو ملکیت ملی ہے زمین یا دار کی بیع کے بعد اور حق شفعہ اس کو حاصل ہوتا ہے جو بیع سے پہلے مالک ہو اور جو آدمی بیع کے بعد دار یا زمین کا مالک بنے اس کو شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا [45]

دوسرا قول:......شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک حق شفعہ میں وراثت جاری ہو گی لہذا شفیع کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ کو حق شفعہ حاصل ہو گا۔[46]

تیسرا قول:......حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر شفیع شفعہ کے مطالبہ کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا وراثت میں منتقل نہیں ہو گا لیکن اگر شفیع مطالبہ کرنے کے بعد مرا تو پھر اس کے ورثہ حق شفعہ کے بھی وارث ہوں گے۔[47]

حاصل یہ ہے کہ احناف کے ہاں حق شفعہ کی وراثت جاری نہیں ہوتی جبکہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں حق شفعہ میں وراثت جاری ہو گی۔

حق شفعہ کی بیع اور صلح فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں

حق شفعہ کی بیع اور حق شفع سے صلح بالعوض کے بارے میں دو قول ہیں

پہلا قول:...... جمہور علماء یعنی احناف، شوافع اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ حق شفعہ کی بیع اور اس سے مال کے عوض صلح کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے حق شفعہ کو فروخت کیا یا مال کے عوض حق شفعہ سے صلح کر لی تو اس سے حق شفعہ ختم ہو جائے گا اور شفیع نے جو عوض لیا ہو گا وہ واپس کرنا پڑے گا۔[48]

دوسرا قول:...... مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ حق شفعہ سے عوض کے ساتھ صلح کرنا جائز ہے[49]

مثال نمبر ۷:...... حق تحجیر

تحجیر کا لغوی معنی ہے کہ کسی چیز کو اپنی ذات کیلئے خاص کر دینا[50] اور اصطلاح میں تحجیر کہتے ہیں زمین کے کناروں میں پتھر وغیرہ رکھ دینا تا کہ کوئی دوسرا آدمی اس زمین پر قبضہ نہ کر لے[51].

اس حق کو حق اسبقیت بھی کہتے ہیں یعنی مباح الاصل چیز پر سب سے پہلے قابض ہونے کی وجہ سے انسان کو مالک بننے کا جو حق یا اس مال کے ساتھ جو خصوصیت حاصل ہوتی ہے اسی کو حق اسبقیت کہا جاتا ہے[52]

اس حق کو بھی حقوق مجردہ میں شامل کیا گیا ہے اور فقہاء نے اس پر حقوق مجردہ والا حکم جاری کیا ہے کہ اس کی بیع وشراء جائز نہیں ہے[53]

حق تحجیر کی بیع فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک معتمد قول یہ ہے کہ حق تحجیر کی بیع درست نہیں ہے کیونکہ تحجیر کرنے والا زمین کا مالک نہیں بنا اس کو صرف دوسروں کی بنسبت خصوصیت حاصل ہے۔ حنابلہ میں سے بہوتی نے ذکر کیا ہے کہ عدم جواز صرف بیع کے سلسلہ میں ہے لیکن دست برداری اور صلح کے طور پر حق تملک کا عوض لینا جائز ہے[54]

اس بارے میں احناف اور مالکیہ کا صریح قول تو نہیں ملا لیکن ان کے مسائل اور تفریعات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک حق تحجیر کی بیع درست نہیں کیونکہ حق تحجیر اصل میں ملک انتفاع ہے اور اس میں زمین کی ملکیت بالاتفاق نہیں آتی لہذا شافعیہ اور فقہاء حنابلہ کے ہاں اس کی بیع درست نہیں ہے اس کی حالت دوسرے ان حقوق مجردہ کی طرح ہے جس میں صرف انتفاع کی ملکیت ہو اور اس کے ساتھ کسی عین چیز کی ملکیت نہ ہو تو اس حق مجرد کی بیع احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے لہذا حق تحجیر کی بیع بھی جائز نہیں ہے البتہ دست برداری اور صلح کی صورت میں اس کا عوض لینا جائز ہے[55]

حقوق دانش [حق تصنیف وطباعت، حق ایجاد وغیرہ] بھی حق اسبقیت میں آتے ہیں۔

مثال نمبر ۸:...... قسم [باری میں زوجہ کا حق]

قسم قاف کے فتحہ اور سین کے سکون کے ساتھ قسم یقسم باب ضرب کا مصدر ہے جس کا معنی ہے تقسیم کرنا حصہ حصہ کرنا، قسم قاف کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے حصہ اور قسم قاف اور سین دونوں کے فتحہ کے ساتھ ہوں تو اس کا معنی ہے یمین اور قسم۔[56] حق قسم سے مراد ہے خاوند کا اپنی بیویوں کے درمیان برابری اور انصاف کرنا۔[57]

اکثر طور پر قسم کا اطلاق بیویوں کا باری میں حق کو کہتے ہیں یعنی دو یا زیادہ بیویوں کے درمیان شب باشی میں باری مقرر کرنا ضروری ہے تو ان کے اس باری والے حق کو حق قسم کہتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم باری کے متعلق بیوی کے حق کو بھی حقوق مجردہ والی مثالوں میں شامل فرماتے ہیں/[58]

تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ بیویوں کے درمیان باری میں انصاف کرنا واجب اور ضروری ہے۔[59]

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں پہلے اختیار دیا ہے کہ تم دو تین یا چار شادیاں کر سکتے ہو چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

فَانْکِحُوا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰاثَ وَ رُبَاعَ[60]

پس تم نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمھیں اچھی لگیں دو دو سے اور تین تین سے اور چار چار سے۔

اس کے بعد اللہ عزوجل فرماتے ہیں

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً[61]

پس اگر تم خوف کرو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک عورت سے نکاح کرو۔

عدل اور انصاف کے نہ ہونے کا خوف ہو تو اللہ تعالی نے ایک پر اکتفاء کرنے کا حکم دیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیویوں کے درمیان عدل اور انصاف واجب ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْسِمُ بَیْنَ نِسَائِهِ، فَیَعْدِلُ، وَیَقُولُ: اللَّهُمَّ هَذِهِ قِسْمَتِی فِیمَا أَمْلِکُ، فَلَا تَلُمْنِی فِیمَا تَمْلِکُ وَلَا أَمْلِکُ[62].

”نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان باری مقرر کرتے تھے اور باریوں میں عدل کرتے اور فرمایا کرتے تھے اے اللہ یہ میری اس چیز میں تقسیم ہے جو میری ملکیت میں ہے پس تو اس چیز کے بارے میں مجھے ملامت نہ کر جو تیری ملکیت میں ہے مگر میری ملکیت میں نہیں ہے“

بیوی کا اپنی باری ہبہ کرنا فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں

اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر بیوی چاہے تو اپنی سوکن کو اپنی باری ہبہ کر سکتی ہے اس کیلئے جائز ہے کیونکہ یہ اس کا حق ہے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنا حق وصول کرے یا چھوڑ دے۔[63]

باری کو عوض کے ساتھ چھوڑنا فقہاء اربعہ کی آراء کی روشنی میں

اگر کوئی بیوی عوض لے کر اپنا باری کا حق چھوڑنا چاہے تو اس کیلئے عوض لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تین مذہب ہیں

پہلا قول:۔۔احناف اور شافعیہ کے نزدیک باری کا حق عوض کے ساتھ چھوڑنا جائز نہیں ہے اور نہ باری کی بیع جائز ہے اگر کسی نے اپنی باری کا حق دے کر اس کے عوض مال لے لیا تو وہ مال واپس کیا جائے گا[64]

دوسرا قول:۔۔۔مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر ایک بیوی عوض لے کر اپنی باری چھوڑ دے تو یہ جائز ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ اس کی ملک ہے اور ملک کو عوض کے بدلے میں چھوڑنا جائز ہے[65]

تیسرا قول:۔۔۔حنابلہ کہتے ہیں کہ مالی عوض کے بدلہ میں باری دینا جائز نہیں کیونکہ باری مال نہیں اس لیے اس کا مقابلہ مال کے ساتھ کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر وہ عوض مال نہیں ہے جیسے کوئی خدمت وغیرہ تو پھر جائز ہے حدیث صفیہ کی وجہ سے جو ما قبل میں گذر چکی ہے۔ کہ حضرت صفیہؓ نے حضرت عائشہؓ کو کہا تھا کہ میں تجھے اپنی باری کا دن دیتی ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کردے اور نبی کریم ﷺ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے اس کی تردید نہیں کی معلوم ہوا کہ یہ جائز ہے۔[66]

خلاصۃ البحث:

حاصل یہ ہے کہ فقہاء کی عبارات میں حقوق مجردہ کی نہ صرف اصطلاح کا ذکر ملتا ہے بلکہ اس کی کئی تماثیل بھی موجود ہیں جن میں سے آٹھ کا ذکر ہم نے کیا حق شرب، حق مرور، حق تسییل، حق تعلی، حق جوار، حق شفعہ، حق قسم (باری میں بیوی کا حق)، حق سبق، ان تمام کو فقہاء نے حقوق مجردہ میں شمار کیا ہے، ان میں سے پہلے پانچ حقوق کو حقوق ارتفاق [حقوق آسائش] کہا جاتا ہے، مذکورہ تمام حقوق ارتفاق کی بیع جمہور یعنی مالکیہ، شافعیہ اور فقہاء حنابلہ کے ہاں جائز ہے۔ لیکن فقہاء حنفیہ میں سے متقدمین کے نزدیک قول مختار یہی ہے کہ ان حقوق میں سے صرف حق مرور کی بیع جائز ہے اور باقی حقوق مجردہ یعنی حق شرب، حق مسیل، حق مجری اور حق جوار کی خرید وفروخت بوجہ جہالت جائز نہیں ہے۔ ان میں سے حق شرب کی بیع کو مشائخ بلخ نے اپنے عرف کی بنیاد پر جائز کہا ہے، اور معاصرین احناف کے نزدیک عرف اور تعامل کی وجہ سے حق تعلی کی بیع بھی جائز ہے۔ حق شفعہ کی بیع اور اس کا معاوضہ لینا احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک جائز نہیں البتہ مالکیہ کہتے ہیں کہ بطور صلح کے معاوضہ لینا درست ہے۔ اور حق تحجیر کی بیع بالاتفاق جائز نہیں جبکہ باری میں بیوی کا حق کا معاوضہ لینا اور اس کی خرید وفروخت احناف وشوافع کے نزدیک جائز نہیں جبکہ حنابلہ کہتے ہیں کہ غیر مالی معاوضہ لینا درست ہے مالی معاوضہ جائز نہیں اور مالکیہ کے نزدیک مالی معاوضہ بھی درست ہے۔ بہر حال احناف کا جو اصول ہے کہ حقوق مجردہ کا عوض لینا جائز نہیں یہ اصول کلی نہیں جیسا کہ تفصیل سے معلوم ہو گیا۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1.الشہرانی، حسین بن معلوی، حقوق الاختراع والتالیف فی الفقہ الاسلامی، الریاض، السعودیہ: دار طیبۃ ط1425ھ، ص40

. Al-Shahrani, Hussain bin Maalawi, Haqooq ul Ikhtrah fil fiq hul Islami (Dar Tayyaba, Riyadh, Saudi Arabia, 1425) P:40

2طالقانی، اسماعیل بن عباد، م385ھ/995، المحیط فی اللغۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج2ص167

Talqani, Isma'il bin Ibad, 385 AH/995Al Moheet Fil Lugha (Da rul Kutab al ilmia,Berote)vol.2,P:167

3ھذہ ناقۃ لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم [الشعراء155:26]

Hazi he Naqa tal Allah he sharb walakum sharb yumim maloom(Surah al Shoora 155:26)

4حصکفی، محمد بن علی، م1088ھ/1677، الدر المختار، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط2002ء، ج6ص438

Hasafki, Muhammad bin Ali, 1088 AH/ 1677, Al Dar ul Mukhtar(Da rul Kutab al ilmia,Berote)vol.6,P:438

5غزی، محمد صدقی، موسوعۃ القواعد الفقہیۃ، بیروت: موسسۃ الرسالۃ ط2003ء، ج2ص113

Ghuzi, Muhammad Sidqi, Moso a tul Qwaid al faqeeha(Moso a tul -Risalah: Beirut 2003) vol.2,P:113

6سمرقندی، محمد بن احمد م540ھ/1146، تحفۃ الفقہاء، بیروت: دار الکتب العلمیہ ط1994ء، ج3ص321

Samarkandi, Muhammad bin Ahmad, 540 AH/1146, Tohfa tul Fuqha(Da rul Kutab al ilmia,Berote1994)vol.3,P:321

7ابن عابدین، محمد امین، م1252ھ/1836، ردالمحتار، بیروت: دار الفکر، ط1992ء، ج5ص80

Ibn 'Abidin, Muhammad Amin, 1252 AH/1836,Rad dul Mohtar(Da rul Fikar ,Berote1992)vol.5,P:80

8سامی حبیلی، الحقوق المجردہ فی الفقہ الاسلامی، ص57

Sami Habaili, Al-Haqooq- ul -Mujarda fil fiq hul Islami,P:57

9ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، م620ھ/1223، المغنی، مکتبہ القاہرہ، 1968ء ج4ص371

Ibn Qudaamah, Abdullah bin Ahmad, 620 AH/1223,Al Mugni(Maktaba tul Qahira1968) vol.4,P:371

10سرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمۃ، 483ھ/1090، مبسوط، بیروت: دار المعرفۃ، 1993ء، ج23ص171

Surkhasi, Muhammad bin Ahmad, Shams ul-Aimmah, 483 AH/1090(Da rul Maarfa,Berote1993)vol.23,P:171

11مشائخ بلخ سے مراد، ابو بکر اسکاف اور محمد بن سلمہ، وغیرہ مراد ہیں دیکھئے تبیین الحقائق ج4ص52

Abu Bakr Askaf and Muhammad bin Salma etc. Mashaikh Balkh Se Murad,See Tabeen al Haqaiq, vol.4,P:52

12قرافی، احمد بن ادریس، م684ھ/1285، الذخیرۃ، بیروت: دار الغرب الاسلامی، ط1994ء ج6ص168،

Qarafi, Ahmad bin Idrees, 684 AH/1285, Al-Zakhira(Dar al-Gharb al-Islami: Beirut1994) vol.6,P:168

13سرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمۃ، م483ھ/1090، مبسوط، بیروت: دار المعرفۃ، 1993ء، ج23ص171

Surkhasi, Muhammad bin Ahmad, Shams al-Aimmah, 483 AH/ 1090(Da rul Maarfa,Berote1993)vol.23,P:171

[14]ابن فارس، احمد بن فارس، م1395ھ، مجمل اللغۃ، بیروت: دار النشر، ط1986ء، ج1ص:815،

Ibn Faris, Ahmad bin Faris, 1395 AH, Majmal Al-Lugha (Dar Al-Nashr, Beirut1986) vol.1,P:815

[15]آفندی، علی حیدر، م1353ھ/1934، درر الحکام في شرح مجلۃ الأحکام، دار الجبل، ط1991ء، ج1ص120،

Affandi, Ali Haider, 1353AH/1934, Darr al-Hukkam Fi Sharah Majalla tal-Ahkam(Dar ul Jabal1991) vol.1,P:120

[16]ابن الہمام، محمد بن عبدالواحد، م861ھ/ 1456، فتح القدیر، بیروت: دار الفلر ج6ص430

Ibn al-Hammam, Muhammad bin Abd ul Wahid, 861 AH 1456 /, Fateh al-Qadir(Dar ul Falar, Beirut) vol.6,P:430

[17]الحصکفی، علاء الدین، محمد بن علی، م1088ھ/1677الدر المختار، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط2002ء، ص:417

Hasafki, Muhammad bin Ali, 1088 AH/ 1677, Al Dar ul Mukhtar(Da rul Kutab al ilmia,Berote2002) P:417

[18]الحصکفی، علاء الدین، محمد بن علی، م1088ھ 1677/80الدر المختار، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ط2002ء، ج5ص

Hasafki, Muhammad bin Ali, 1088 AH/ 1677, Al Dar ul Mukhtar(Dar ul Kutab al ilmia,Berote2002)vol.5,P: 80

[19]المرغینانی، علی بن ابی بکر، م593ھ/1197، الہدایہ شرح البدایہ، بیروت: دار احیاء التراث العربی ج3ص46

Al-Marghinani, Ali bin Abi Bakr, 593 AH/ 1197, Al-Hidaya Sharh Al-Badaiya(Dar Ahya ut Turas al Arbi) vol.3,P:46

[20]الحصکفی، الدر المختار، ج5ص80

Hasafki, Muhammad bin Ali, 1088 AH/ 1677,Al Dar ul Mukhtar(Da rul Kutab al ilmia,Berote)vol.5,P: 80

[21]الشروانی، عبدالحمید، 1301ھ/1884، حاشیۃ الشروانی علی تحفۃ المحتاج، مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، ط1983ء، ج4ص215

Al-Shirwani, Abd ul-Hameed, 1301 AH /1884, Haashia Al-Shirwani Ali Tohfa tul Mohtaj (Al maktaba tul Tijaria tal Kubra, Egypt1983) vol.4, P: 215

[22]البہوتی، منصور بن یونس، م1051ھ/1641، شرح منتہی الارادات المسمی دقائق اولی النہی، بیروت: عالم الکتب، ط1993ء، ج2ص5

Al-Bahuti, Mansour bin Yunus, 1051 AH/ 1641, Sharah Muntahil Aradat ul musmi wa Qaeiq Aool al annabi(Aalam al Kutab , Berote1993)vol.2,P: 5

[23]درر الحکام في شرح مجلۃ الأحکام ج1ص121

Affandi, Ali Haider, 1353AH/1934, Darr al-Hukkam Fi Sharah Majalla tal-Ahkam(Dar ul Jabal1991) vol.1,P:121

[24]ابن الہمام، محمد بن عبدالواحد، م861ھ، 1456/فتح القدیر، بیروت: دار الفلر ج6ص430

Ibn al-Hammam, Muhammad bin Abd ul Wahid, 861 AH/1456, Fateh al-Qadir(Dar ul Falar, Beirut) vol.6,P:430

[25]الحصکفی، الدر المختار، ج1ص417

Hasafki, Muhammad bin Ali, 1088 AH/ 1677,Al Dar ul Mukhtar(Da rul Kutab al ilmia,Berote)vol.1,P:417

[26]ایضا

Ibid

[27]ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، م620ھ/1223، المغني، مصر: مکتبہ القاہرہ، ط1968ء، ج4ص370

Ibn Qudaamah, Abdullah bin Ahmad, 620 AH /1223, Al-Mughni(Maktab al-Cairo Egypt1968) vol.4,P:370

[28]العزیز شرح الوجیز ج5 ص116

Al aziz, Sharh Al-Wajiz, vol.5, P:116

[29]الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ ج12 ص292

Al Moosaa tul Faqeeh tul Kuwaitia, vol.12, P:292

[30]عینی، محمود بن احمد م855ھ/1451، البنایۃ شرح الہدایۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ ط2000ء، ج11 ص440

Aini, Mahmud bin Ahmad, 855 AH /1451,Al Banaya tu Sharah ul Hidaya (Dar ul Kutab al ilmia,Berote2000)vol.11,P: 440

[31]موسوعۃ القواعد الفقہیۃ ج2 ص113

Mosoaa tul Qwaid ul Faqeeha, vol.2, P: 113

[32]ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ج5 ص52

Ibn 'Abidin, Muhammad Amin, 1252 AH/ 1836,Rad dul Mohtar(Da rul Fikar ,Berote1992)vol.5,P:52

[33]بہوتی، منصور بن یونس، م1051ھ/1641، دقائق أولي النهی لشرح المنتهی، عالم الکتب، ج2 ص147

Al-Bahuti, Mansour bin Yunus, 1051 AH/1641, Sharah Muntahil Aradat ul musmi wa Qaeiq Aool al annabi(Aalam al Kutab , Berote1993)vol.2,P: 147

[34]ابن عابدین، رد المحتار، ج5 ص52

Ibn 'Abidin, Muhammad Amin, 1252 AH/ 1836,Rad dul Mohtar(Da rul Fikar ,Berote1992)vol.5,P:52

[35]المرغینانی، علی بن ابو بکر، م593ھ/ 1197، الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج3 ص47

Al-Marghinani, Ali bin Abu Bakr, 593 AH /1197,Al Hidaya Fi Sharah Badaya tul Mubtadi(Dar Ahya ut Turas al Arbi) vol.3,P:47

[36]قاسمی، جنید عالم، جدید فقہی مباحث، کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ج3 ص178

Qasmi, Junaid Alam, Jadeed Faqeehi Mubahis(Idara tul Quran wal Aloom il Idslamia Karachi) vol.3,P:178

[37]سامی حبیلی، الحقوق المجردہ فی الفقہ الاسلامی، جامعہ اردنیہ ط2005ء، ص80

Sami Habaili, Al-Haqooq- ul -Mujarda fil fiq hul Islami(Al jamia Urddan 2005)P:80

[38]مجموعہ علماء، الفتاوی الہندیۃ، بیروت: دار الفکر ط1310ھ، ج3 ص129

Majmooa Ulmaa ,Al Fatawa tul Hindia (Dar ul Falar, Beirut1310AH) vol.3,P:129

[39]سرخسی، محمد بن احمد، م483ھ/1090، المبسوط، بیروت: دار المعرفہ، ط1993ء، ج14 ص175،

Surkhasi, Muhammad bin Ahmad, Shams al-Aimmah, 483 AH/ 1090(Da rul Maarfa,Berote1993)vol.14,P:175

[40]البہوتی، منصور بن یونس، م1051ھ/1641، کشاف القناع عن متن الاقناع، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج3 ص408

Al-Bahuti, Mansour bin Yunus,1051 AH/1641, Kashaf al Qanaa Un matan al Aqnaa(Aalam al Kutab , Berote1993)vol.3,P: 408

[41]زیلعی، عثمان بن علی م743ھ/1342، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، قاہرہ: المطبعۃ الکبری بولاق ط1313ھ، ج5 ص239

Zailai, Uthman bin Ali bin Mukarm, 743 AH /1342, Tibyeen al Haqaaiq Sharah Kunaul Daqaiq(Al Matba tul Kubra,Bolaq1313AH) vol.5,P:239

[42] شیخی زادہ، عبدالرحمن بن محمد، 1078ھ/1668، مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ج2ص

Sheikh Zada, Abdul Rahman Bin Muhammad, 1078 AH/ 1668,Majma ul Anhar Fi Sharah Multaqil Alabhar(Dar Ahya ut Turas al Arbi) vol.2,P:21

[43] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، م970ھ، /1562البحر الرائق شرح کنزالد قائق، بیروت، دارالکتاب الاسلامی ج5ص253

Ibn Najeem, Zain ud-Din bin Ibrahim, 970 AH/ 1562, Al Bahr ar Raqaaiq Sharah Kunaul Daqaiq(Dar ul Kutab al ilmi,Berote)vol.5,P: 253

[44] سمرقندی، محمد بن احمد، م540ھ/1146، تحفۃ الفقہاء، بیروت: دارالکتب العلمیہ 1994ءج3ص61،

Samarkandi, Muhammad bin Ahmad, 540 AH/1146 Tohfa tul Fuqha(Da rul Kutab al ilmia,Berote1994)vol.3,P:61

[45] سامی حبیلی، الحقوق المجردہ فی الفقہ الاسلامی، جامعہ اردنیہ ص35

Sami Habaili, Al-Haqooq- ul -Mujarda fil fiq hul Islami(Al jamia Urddan 2005)P:35

[46] ابن رشد، محمد بن احمد، م595ھ/1199 بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، قاہرہ: دارالحدیث، ط2004ء، ج4ص46

Ibn Rushd, Muhammad bin Ahmad, 595 AH/595,Badaya tul Mujtahid wa Nahaya tul Muqtasad(Dar ul Hadees Qahira,2004)V.4,P.46

[47] ابوداود، سجستانی، سلیمان بن اشعث م275ھ/888، مسائل الإمام أحمد، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ، ط1999ء ص:276،

Abu Dawud, Sijistani, Suleman bin Ash'ath, 275 AH/ 888,Masail al Imam Ahmad(Maktaba Ibn Temia Egypt1999)P.276

[48] کاسانی، ابوبکر بن مسعود م587ھ، /1191 بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت: دارالکتب العلمیہ ط1986ء ج5ص21

Kasani, Abu Bakr bin Mas'ud, 587 AH/1191,Badya as Sanay (Da rul Kutab al ilmia,Berote1986)vol.5,P: 21

[49] المواق، محمد بن یوسف، م897ھ/1492، التاج والإکلیل لمختصر خلیل، بیروت: دارالکتب العلمیہ ط1994ء، ج7ص378،

Al-Mawaq, Muhammad bin Yusuf, 897 AH/1492,Al Taj wal Ikleel al Mukhtaser Khaleel(Da rul Kutab al ilmia,Berote1994)vol.7,P:378

[50] ابن الاثیر الجزری، مبارک بن محمد م606ھ/1210، النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، بیروت: المکتبۃ العلمیہ، ط1979ء، ج1ص341،

Ibn al-Athir al-Jazri, Mubarak bin Muhammad, 606 AH/1210,Al Nahaya Fi Greeb al Hadith wal Aser(Da rul Kutab al ilmia,Berote1979)vol.1,P:341

[51] مجموعہ العلماء، مجلۃ الأحکام العدلیۃ، کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، ص:203

Majmooa Ulmaa, Majalla tal-Ahkam al Adlia(Noor Muhammad Karkhana Tijarat Kutab Karachi)P.203

[52] عثمانی، محمد تقی، مفتی، فقہی مقالات، کراچی: میمن اسلامک پبلشرز ط2011ء، ج1ص192

Usmani, Muhammad Taqi, Mufti, Faqhi Maqalat(Memon Islamic Publishers Karachi2011) vol.1,P:192

[53] سامی حبیلی، الحقوق المجردہ فی الفقہ الاسلامی، جامعہ اردنیہ ط2005ء، ص87

Sami Habaili, Al-Haqooq- ul -Mujarda fil fiq hul Islami,P:57

[54] البہوتی، منصور بن یونس، م1051ھ/1641، دقائق أولی النہی لشرح المنتہی، عالم الکتب ط1993ء، ج2ص368

Al-Bahuti, Mansour bin Yunus, 1051 AH/ 1641, Sharah Muntahil Aradat ul musmi wa Qaeiq Aool al annabi(Aalam al Kutab , Berote1993)vol.2,P: 368

[55] عثمانی، محمد تقی، بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ، دمشق: دارالقلم، ط2003ء ص:103

Usmani, Muhammad Taqi, Mufti, Bahoos Fi Qazaya Faqiha Maasrah(Memon Islamic

Publishers Karachi2003) P:103

[56] ابن سیدہ، علی بن اسماعیل، م458ھ/1066، المحکم والمحیط الأعظم، بیروت: دار الکتب العلمیہ 2000ء، ج6ص246

Ibn Syeda, Ali bin Ismail, d 458AH/1066,Al Mohkam Wal Moheet ul Azam(Dar ul Kutab al ilmia, 2000)vol.6,P: 246

[57] جرجانی، علی بن محمد، م816ھ/1413، التعریفات، بیروت: دار الکتب العلمیہ ط1983ء، ص:175

Jirjani, Ali bin Muhammad, 816 AH/ 1413,Al Tareefat(Dar ul Kutab al ilmia,Berote1983) P: 175

[58] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم م970ھ/ 1562، الأشباہ والنظائر، بیروت: دار الکتب العلمیہ ط1999ء، ص178

Ibn Najeem, Zain ud-Din bin Ibrahim, 970 AH/ 1562, Al Ashbah Wal Nazair(Dar ul Kutab al ilmi,Berote1999)P: 178

[59] ابن رشد، محمد بن احمد، م595ھ/1199، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، قاہرہ: دار الحدیث، ط2004ء، ج3ص78

Ibn Rushd, Muhammad bin Ahmad, 595 AH/1199,Badaya tul Mujtahid wa Nahaya tul Muqtasad(Dar ul Hadees Qahira,2004)V.3,P.78

[60] [النساء4:3]

Surah al Nisa,4:3

[61] [النساء4:3]

Surah al Nisa,4:3

[62] ترمذی، محمد بن عیسی، م279ھ/892، حدیث نمبر1140، مصر: مکتبہ مصطفی البابی الحلبی ط1975ء، ج2ص437،

Tirmidhi, Muhammad bin Isa, 279 AH/ 892(Maktaba Al Mustafa Al Babi al Halbi Egypt1975)V.2,P.437

[63] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج2ص333

Kasani, Abu Bakr bin Mas'ud, 587 AH/1191,Badya as Sanay Fi Terteeb Sharay(Da rul Kutab al ilmia,Berote1986)vol.2,P:333

[64] ایضاً،

Ibid

[65] ابن علیش، محمد بن احمد، 1299ھ/1882، منح الجلیل شرح مختصر خلیل، بیروت: دار الفکر ط1989ء، ج3ص540،

Ibn Alish, Muhammad bin Ahmad, 1299 AH /1882,Manh ul Jaleel Sharah Mukhtasar Khaleel(Dar ul Falar, Beirut1989) vol.3,P:540

[66] المغنی لابن قدامہ ج7ص312

Ibn Qudaamah, Abdullah bin Ahmad, 620 AH /1223, Al-Mughni(Maktab al-Cairo Egypt1968) vol.7,P:312